Registered

No L. 89

پنجاب نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۱) مطبوعہ ۴ اگست ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

گورنمنٹ ہند تیار ہے کہ اگر ٹرانسوال سے جنگ چھڑ جائے تو برٹش کی امداد میں دس ہزار فوج ہندوستان سے بھیجے ان فوجوں کے استعمال کا خرچہ ہوم گورنمنٹ دیگی۔ دخانی طاقت کے دو جہاز باربرداری بھی تیار ہیں ؎

لاہور میں مسٹر سٹوڈ مسٹر ولبر فورس پر حملہ ہونے کی بابت خاص توجہ کے ساتھ تحقیقات شروع کی گئی ہے اگر ملزمین ہاتھ لگ گئے تو قرار واقعی سزا ہوگی ؎

کالی گھاٹ کلکتہ میں جگناتھ کے جاتریوں کے درمیان سخت قسم کا ہیضہ پھوٹا ؎

پرتاپگڈھ کے متصل حادثہ ریلوے ہوا۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا انجن کلکتہ کی ڈاک گاڑی لا رہا تھا پٹری سے اتر گیا ؎

جالندھر و ہوشیارپور طاعون سے بری اور کیمپ معائنہ طاعون لدھیانہ و بیاس سٹیشنوں پر سے اٹھا لئے گئے ہیں ؎

چیف کورٹ لاہور تعطیلات موسم گرما کے لئے ۱۲ اگست سے بند ہوگا اور ۱۳ اکتوبر کو کھلیگا ؎

پنجاب گورنمنٹ کے دفاتر ۳ اکتوبر کو شملہ میں بند ہونگے ۔ کو لاہور میں کھلیں گے ؎

متصل درہ غندارہ وزیریوں نے ۱۲ اونٹ ۲ سپاہیوں کی تحویل سے لوٹ لئے ؎

کہتے ہیں کہ پنجاب کمانڈ کی افواج میں دو پلٹن اضافہ کیجائینگی ؎

وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں کہدیا کہ گورنمنٹ ہند پرنس رنجیت کا معاملہ پھر کشادہ نہیں کر سکتی متقدمین نے جو کچھ کیا صحیح کیا۔ اب نظر ثانی نہیں ہو سکتی ؎

مسٹر تلک نے پونا کے مرہٹی اخبار کیسری کی اڈیٹری نئے پروگرام کے ساتھ اختیار کی امید ہے کہ اب سنبھلکر چلیں گے ؎

محمد حفیظ الحق تحصیلدار سوان رشوت ستانی میں دھرا گیا اور وارنٹ کے خوف سے روپوش ہو کر کہیں چلتا ہوا ؎

ضلع ایٹہ کے یوروپین زمیندار لارڈ گارڈنر نے وفات پائی۔ لارڈ موصوف کا ایک بھائی اودھ میں آباد ہے ؎

وسٹ منسٹر ہوٹل میں کنسرویٹو پارٹی کی دعوت تھی۔ اس موقعہ پر مسٹر بلفور نے بڑے زور شور کی تقریر کی اور کہا کہ ٹرانسوال ایک دور افتادہ برادری نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور ہم کو یوٹلینڈروں کی ہی شکایت پر غور کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس پر بھی کہ دیگر آبادیوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔ یہہ بھی فرمایا کہ مسٹر گلیڈسٹون کا خیال تھا کہ جنوبی افریقہ جمہور انگریزوں کو بھی وہی حق دیگا جو وہاں ڈچ قوم کو حاصل ہیں۔ اگر یہہ معلوم ہوتا کہ پریسیڈنٹ کروگر ایسی حرکت کریگا تو ٹرانسوال کے یہہ حقوق بند کئے ہوتے۔ تمام جھگڑے کی بنیاد یہہ ہے کہ ٹرانسوال نے ۱۸۸۴ء کے معاہدہ میں جو ذمہ واریاں اٹھائی تھیں ان کو پورا نہیں کیا اگر سفارتی کارروائی سے کام نہ چلیگا تو مجبوراً اس گرہ کو دوسری طرح کھولنا پڑیگا ؎

فرنچ کی اعلیٰ کونسل جنگ کے ممبر جنرل ڈی نگریر موقوف کر دئے گئے اس نے کمانڈر فوج کو خط لکھا تھا کہ فوج کی بے عزتی گو روکا جائے اس میں دھمکی بھی تھی کہ اگر گورنمنٹ سست ہے تو ہم کام کریں گے۔ یہہ بھی مقدمہ ڈریفس کا ایک شگوفہ ہے ڈریفس کے مقدمہ کی تاریخ ۷ اگست مقرر ہوئی ؎

لارڈ کرام صاحب اور لارڈ کچنر صاحب باضابطہ ممبر ہوس آف لارڈز کئے گئے ؎

عالمگیر امن کانفرنس کا ہیگ میں کام ختم ہوا۔ روئداد پر دستخط باقی ہیں ؎

جوہانسبرگ میں جو لوگ بجرم سازش پکڑے گئے تھے چھوٹ گئے ہیں ؎

خرطوم میں گارڈن پیلیس تیار کیا گیا ہے یہیں گورنمنٹ ہوس ہوگا ؎

سپین میں رعایا کی ناراضی ترقی پر ہے ٹیکسوں سے دب گئی ہے حکومت کی بنیاد ڈھیلی ہوتی جاتی ہے ؎

خلیفہ سوڈان کوروں میں مقیم ہے غلہ کا قحط پڑا ہوا ہے پیرو کھسکتے جاتے ہیں اور عربوں نے چار طرف سے گھیر رکھا ہے قاسم بوس نام ایک امیر بھاگنا چاہتا تھا اسکو قتل کروا دیا ؎

زار نے پرنس نپولین کو سالگرہ کے موقعہ پر مبارکبادی کے تار میں ظاہر کیا کہ پرنس اپنی زندگی کی بہترین امنگوں کو جلد حاصل کریں گے۔ پیرس میں اسی پیغام تار پر سخت تشویش پیدا ہوئی ؎

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری بی۔ بی۔ رائے صاحب نے کرم مارگ نام ایک عالمانہ مضمون لکھا ہے یہہ مضمون مراسلات میں درج ہوتا رہیگا۔ اس میں یہہ بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنے نیک کاموں سے خدا کو خوش کرکے آسمان پر پہنچنا چاہتے کس قدر غلطی پر ہیں۔ اُردو زبان میں ایسا وسیع مضمون اب تک نہیں لکھا گیا ہے۔ کرم مارگ کی نسبت ایک طویل بحث کی گئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ کرم مارگ کا مسئلہ کیسا پیچیدہ ہے اور اس مسئلہ نے کیونکر نشو ونما پائی۔ اس مسئلہ کا ویدوں کے زمانہ میں کیا حال تھا اور پھر مختلف زمانوں میں کیا کیا مختلف صورتیں اختیار کیں۔ سمجھنے کے لئے تین بڑے زمانوں پر تقسیم کیا ہے (۱) زمانہ وید (۲) زمانہ فیلسوفی (۳) زمانہ پُران وتنتر ؛

عالم مصنّف نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ ویدک رشی سچے خدا کو بھول جانے کے سبب قربانی کے اصل مطلب کو کہاں تک بھولے ہوئے تھے بائبل کے نبیوں کی طرح اگر کوئی نبی ہندوستان میں رشیوں کی ہدایت کرنے کیواسطے ظاہر ہوتا تو وہ قربانی کی حقیقی غرض کو سمجھ لیتے اور بنی اسرائیل کی طرح اس مبارک کے منتظر رہتے جس کی قربانیاں فقط علامت تھیں۔ اپنشدوں کے رشی گیان کے بہانہ سے اس ملک کو سچائی سے سینکڑوں کوس دور لے گئے۔ ایک ایشور کا گیان اگر کسی اجنبی صورت سے اُن کے دل میں آیا تو بھی اُنھوں نے اس گیان کو حقیر سمجھا وہ اپنی طاقت سے برہم کو حاصل کرنے کے لئے عقل کی ٹوٹی ہوئی کشتی پر چڑھے اس ٹوٹی ہوئی کشتی نے انکو گہرے سمندر میں غرق کردیا۔ انہیں اپنشدوں نے اہل ہنود کو سخت نقصان دہ آواگون اور ہمہ اوست کی تعلیم میں پھنسا دیا ؛

سانکھیہ درشن۔ پاتنجل درشن۔ نیائے درشن ویشیشک درشن۔ میمانسا درشن۔ ویدانت درشن۔ کی بحث کے بعد ثابت کیا ہے کہ پولوس کا وہ قول جو اس نے اپنے ہم زمانہ یونانی اور رومیوں کے بارہ میں کہا تھا۔ قدیم ہندو رشیوں کے بارہ میں بھی صادق آتا ہے "انھوں نے اگرچہ خدا کو پہچانا تو بھی خدا کے لایق اس کی بزرگی اور شکر گذاری نہ کی بلکہ اپنے خیالوں میں بیہودہ ہوگئے اور اُن کے ناسمجھ دل تاریک ہوگئے۔ آپ کو دانا ٹھہراکر نادان ہوگئے۔ رومی ۱: ۲۱، ۲۲۔ یہی درشن والے وید کے محافظ تھے اگر ہم یہہ کہیں کہ انھوں نے وید کے قلعہ میں بیٹھکر اس کے ایک ایک پتھر کو اُکھاڑ ڈالا تو کچھ مبالغہ نہیں۔ ہندوستان کو مایا کی تعلیم آواگون کی تعلیم تقدیر کی تعلیم سے بہت نقصان پہنچا۔ یہہ تعلیم اہل ہنود کے رگ و ریشہ میں جذب ہوگئی۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ سے لیکر جاہل عورت تک آپ کو اہم برہم (میں ہی خدا ہوں) سمجھتے ہیں۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے مٹ نہیں سکتا۔ نہ نیکی ہے نہ بدی ہے جو کچھ کرتا ہے ایشور ہی کرتا ہے۔ میں نامی کوئی شخص نہیں ہے۔ جو کچھ کراتا ہے وہی کراتا ہے۔ میں اپنے اعمال کا ذمہ وار نہیں ہوں۔

اس وقت جہاں ایک طرف کرم کی رسومات اور دوسری طرف اپنشدوں اور درشن والوں نے طوفان بے تمیزی پیدا کر رکھا تھا ایک نوجوان شخص بدھ نام تخت سلطنت چھوڑکر بیچارے شدروں کی دردناک حالت پر رحم کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا اور ذات پات کے توڑنے کی پوری پوری کوشش کی۔ بیشمار مظلوم لوگ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے جس کرم مارگ کو ویدانتی لوگ اپنی تمام فیلسوفانہ کوششوں سے نہ روک سکے بدھ صرف ذات پات کے ہٹا دینے سے اس پر غالب آیا۔ بدھ نے وید کو تباہ کرکر کپل رشی کی شانکھ شاستر سے اپنی عمارت بنانا شروع کی اور بتلایا کہ دُکھ کا موقوف ہونا ہی مُکتی ہے اور جب تک انسان خواہشات کے پھندوں میں پھنسا رہے دکھ سے آزاد نہیں ہوسکتا اُس نے بھی آواگون کی تائید کی اور اپنے شاگردوں کو نرواں کی تعلیم دی غرض کہ کرم مارگ کے مسئلہ کو کچھ کمزور تو کردیا مگر اس کو اُکھاڑ نہ سکا۔ بلکہ خود بخود ایک ایسا نتیجہ نکل آیا کہ اس کی تعلیم سے بھی کرم مارگ کو مدد ہی ملی یعنے اُسے یہہ کہنا پڑا کہ جب کرم کرتے کرتے اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاؤ گے تب برہم میں لین ہوگے اور نرواں کو حاصل کروگے۔ حقیقت یہہ ہے کہ مصنّف نے نہایت زبردست دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ کرم مارگ سے نجات نہیں ہوسکتی نجات کیلئے بائبل کی تعلیم کا اختیار کرنا اور حقیقی نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کے قدموں میں آنا ضروری ہے ؛

خداوند یسوع مسیح کی فوقیت

نور افشاں مطبوعہ ۹ جون ۱۸۹۹ء میں اس عنوان کا ایک مضمون شایع ہو چکا ہے اب اس وقت اس کا بقیہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ دس امور جن کے ذریعہ سے خداوند یسوع مسیح کی فوقیت دوسرے بانیان ادیان پر صاف ظاہر ہے بیان ہو چکے ہیں اب کئی ایک دعووں کا بیان کرتا ہوں جو خداوند یسوع مسیح نے کئے اور کسی بانی مذہب نے ایسے دعوے نہیں کئے ٭

پہلا دعویٰ۔ یوحنا کی انجیل کے ۱۰ باب کی ۳۰ آیت میں پایا جاتا ہے جو یہہ ہے کہ "میں اور باپ ایک ہیں" یہہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو کوئی فرد بشر نہیں کر سکتا کیونکہ انسان کی کیا مجال ہے کہ آپ کو خدا کے برابر ٹھہرا دے۔ یہودیوں نے جب یہہ دعویٰ سُنا تو پتھر اٹھائے کہ خداوند یسوع مسیح کو پتھراؤ کریں اگر وہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا تو وہ ضرور پتھراؤ کرنے کے لائق تھا لیکن وہ تو ضرور یہہ درجہ رکھتا تھا۔ انجیل مقدس کے مطالعہ کرنے سے خداوند یسوع مسیح کی قدر و منزلت صاف معلوم ہو جاتی ہے۔ جب اس نے مُردوں کو الٰہی طاقت سے زندہ کر دیا تو وہ ضرور انسان سے بڑھکر ہوا کیونکہ انسان کو ایسا کرنے کی طاقت کہاں ہے جب اس نے سینکڑوں مریضوں کو صرف کلام سے شفا بخشی تو وہ انسان سے بڑھکر ثابت ہوا اور ان باتوں سے اس نے خود فرمایا کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میرے کاموں پر ایمان لاؤ۔ اور ایک اور جگہ فرمایا کہ یہہ میرے کام میرے گواہ ہیں۔ کسی دوسرے مذہب کے بانی نے یہہ دعویٰ نہیں کیا اور کرتے کیونکر کیونکہ وہ تو محض انسان تھے پر خداوند یسوع مسیح پاک اقنوم ثانی کی الٰہی ذات تھا ٭

دوسرا دعویٰ۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ "جہان کا نور میں ہوں" یوحنا ۸: ۱۲۔ یہہ بھی ایک بڑا دعویٰ ہے کوئی بشر ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ انسان جو بیکس لاچار گنہگار اور عاجز ہے جہان کا نور ہونے کا دعویٰ کرے یہہ دعویٰ بھی خدائی دعویٰ ہے اور خداوند یسوع مسیح نے اسکا ثبوت نیز اُس وقت دیا اور اب فی زمانہ اپنی قدرت کے نمایاں کاموں میں جو وہ مذہب عیسوی کے متعلق ظاہر و آشکار کرتا رہتا ہے ہمیشہ اس بات کا علانیہ ثبوت نظر پڑتا ہے۔ مسیحی مذہب بذات خود نور اور روشنی کا موجد ہر ایک قوم کے لئے بن رہا ہے۔ جو کوئی اس مذہب کو اختیار کرتا ہے وہ خود بخود روشن ہو جاتا ہے کیونکہ اس نور کی جلوہ نما روشنی اس کو روشن کر دیتی ہے۔ اور وہ اندھیرے کے کاموں کو ترک کر بیٹھتا اور صرف خدا کا عابد بنجاتا ہے ٭

تیسرا دعویٰ۔ مکاشفات کی کتاب کے ۲۱ باب کی ۶ آیت میں ہے کہ "میں اس کو جو پیاسا ہے آب حیات کے چشمے سے مفت پینے دونگا" اور یوحنا کی انجیل کے ۷ باب کی ۳۷ آیت میں بھی یہہ ہی ذکر ہے۔ یہہ عاصی گنہگاروں کے لئے مژدہ جانبخش ہے کہ جس سے ان کی نجات متصور ہے۔ ناظرین بھلا غور سے سمجھیے کہ ایسا صاف و صریح دعویٰ کس شخص نے کب اور کون کر سکتا ہے اور کس میں طاقت ہے کہ ایسا بڑا کام کرے۔ یہہ بڑا کام صرف خدا سے ہی ہو سکتا ہے ٭

چوتھا دعویٰ۔ یوحنا کی انجیل کے ۱۰ باب کی ۹ آیت میں پایا جاتا ہے جو یہہ ہے کہ "دروازہ میں ہوں" یعنے بہشت کا دروازہ۔ اگر کوئی بہشت میں داخل ہونا چاہے وہ صرف خداوند یسوع مسیح کی شفاعت سے داخل ہو سکیگا ورنہ بہشت کا دروازہ بند ہے۔ ایک دوسری جگہہ صاف لکھا ہے کہ یسوع نے کہا کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس جا نہیں سکتا۔ یا تو یہہ دعویٰ سچ ہے اور یا سب دعوے جھوٹ ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کسی بانی مذہب نے اس قسم کا صاف صاف دعویٰ کیا ہی نہیں۔ اور نہ صرف دعویٰ ہی ہے بلکہ خداوند یسوع مسیح کے دیگر عجیب کام اس دعوے کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اگر صرف خالی دعویٰ ہوتا اور معجزانہ کام اس کی دلیل کو صاف نہ کرتے تو البتہ یہہ دعویٰ پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ سکتا۔ پر جس شخص نے گونگے۔ بہرے۔ لنگڑے۔ لُولے۔ اندھے۔ کوڑھی۔ اپاہج اور مُردے اچھے کر دئے وہ یہہ دعویٰ کافی ثبوت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ وہ برملا کہتا ہے اگر مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میرے ان کاموں پر ایمان لاؤ ٭

پانچواں دعویٰ۔ یہہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح دنیا کا عدالت کنندہ حاکم مطلق ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے" یہہ دعویٰ بھی کچھ چھوٹا نہیں ہے۔ تمام دنیا کا حاکم ہونا اور روز حشر کا مالک بننا اور بنی آدم کو جزا اور سزا دینا ایک چھوٹا کام نہیں ہے۔ پر جب کہ دیگر کل امور میں خداوند یسوع مسیح نے خدا کی مرضی کی پوری پوری تکمیل کی اور اس کو خوش کیا تو پھر کیوں وہ یہہ بھاری اور پُرشان کام اس کو نہ بخشتا۔ خداوند یسوع مسیح کی تمام خدمات اور نہایت مشکل امورات کو طے کرنے کے صلے میں جس کی نسبت اکثر اوقات آسمان سے صدا آتی ہے کہ "میں اس سے راضی ہوں" لہٰذا اب یہہ بڑا اختیار بخشا گیا کہ وہ زندوں اور مُردوں کا انصاف کرنیوالا ہو۔

بھلا اور کوئی دوسرا کس طرح سے یہہ درجہ پا سکتا ہے؟
ان تمام دعووں سے ذیل کی باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں۔
اوّل۔ کہ یہہ دعوے خدائی دعوے ہیں کوئی انسان ہوکر ایسے دعوے کر نہیں سکتا۔

دوئم۔ کہ خداوند یسوع مسیح ایسے دعووں کا کرنے والا خدا تھا۔ اور اس نے حق طور سے یہہ دعوے کئے۔

سوئم۔ اگر اس نے محض جھوٹے دعوے کئے تو وہ ضرور مجنوں اور خبط الحواس اور اول درجے کا جھوٹا تھا۔ مگر تیسرے امر کی نسبت ہمارا قیاس یوں چلتا ہے کہ اگر فی الحقیقت ہمارے روبرو ایسے واقعات جیسے خداوند یسوع مسیح کے ہاتھ سے وقوع میں آئے جیسا کہ انجیل نویسوں اور دیگر مورخوں نے تحریر فرمائے ہو گذرے ہیں کہ اس شخص نے فوق العادت معجزات نہایت عجیب و غریب دنیا میں کر دکھلائے اور مارا جاکر پھر مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اب زندہ ہے اور پھر قیامت کے روز آنے والا ہے تو یہہ مندرجہ بالا دعوے ہمارے قیاس میں سچ و برحق ٹھہرتے ہیں۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ مجنوں اور خبط الحواس ایسے ایسے عظیم کام کر دکھلاوے اور اسی خبط میں اپنی جان بھی دیوے بھلا البا بھی کوئی عجیب انسان ہو سکتا ہے کہ ایسی عجیب باتیں کرے اور پھر بھی دنیا سے کوئی فایدہ اور آرام نہ اُٹھائے۔ بلکہ شرمندگی اور لعنت کی موت سے مرے اور یہہ سب کچھ کرے پر صرف ایک جھوٹا افترا کیا کرے۔ نہیں نہیں یہہ باتیں کوئی عقلمند کسی طرح سے یقین کر نہیں سکتا بلکہ ان ہی باتوں سے حقیقت کی طرف زیادہ زور پڑتا ہے اور سچ مچ یہہ تمام باتیں پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں۔

القصہ اے ناظرین خداوند یسوع مسیح کی فوقیت دیگر بانیان مذاہب پر صاف صاف آشکار ہے اور وہی نجات کا سورج اور شفاعت کا دروازہ ہے اور جو اس پر ایمان لاویگا وہ شرمندہ نہ ہوگا۔

الراقم

جے۔ ایس

فرضی اور نام کے کرستیان

جھوٹے کرستیان ہرگز ہرگز مسیح کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہونگے۔ مگر جھوٹے اور نام کے کرستیان باہر اندھیرے میں ڈالے جاوینگے۔ جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اے پیارو نام کے کرستیان کے لئے بڑا ہی خطرہ ہے۔ اور اُنکا انجام دنیا کے لوگوں سے بھی برا ہوگا۔ وہ ہلاک اور برباد ہونگے۔

خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ میں نام کے جھوٹے کرستیانوں کو یوں کہونگا (نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کی۔ (مسیح کا جواب) اس وقت میں ان سے صاف کہونگا۔ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ . . . .
متی، باب ۷ ۲۱ و ۲۳ تک)

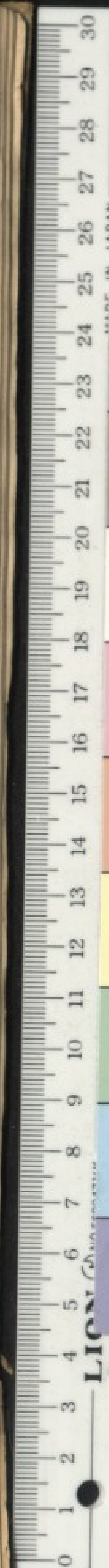
اے جھوٹے کرستیان کیسی ہولناک بات ہے۔ پس تو جلدی کر اور مسیح کے قدموں میں گر اور زار زار رو کے کہہ اے خداوند مجھ پر رحم کر اور میری بے ایمانی کا چارہ کر اور میری زندگی کو سچے کرستیانوں کی زندگی کی مانند بنا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔ فریب نہ کھاؤ۔ کیونکہ حرامکار۔ اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش۔ اور لونڈے باز۔ اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے اور بعضے تمہارے درمیان ایسے تھے۔ پر خداوند یسوع مسیح کے نام سے اور ہمارے خداوند کی روح سے غسل دلائے گئے اور پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھہرے (۱ قرنتیوں ۶ باب ۹ سے ۱۱ آیت تک) اس آیت سے روشن ہوتا ہے۔ کہ نام کے عیسائیوں کے لئے بڑی امید ہے اگر وہ مسیح کے نام اور خداوند کی روح سے غسل پاویں تو بچ جاویں گے۔ ابھی تک خدا کی رحمت کا دروازہ مسیح کھلا ہے۔ اگر آج تم اس کی آواز سُنو۔ تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔

سچے کرستیانوں کا نتیجہ یہہ ہے۔ مبارک وہ آدمی جو آزمایش کی برداشت کرتا ہے۔ اس واسطے جب آزمایا گیا تو زندگی کا تاج جس کا خدا نے اپنی محبت رکھنے والوں سے وعدہ کیا پاوے گا (یعقوب ۱ باب ۱۲ آیت)

پر جو آزادگی کی کامل شریعت پر تکٹکی باندھکے اس کی غور میں رہتا ہے وہ سُنکر بھولنے والا نہیں۔ بلکہ عمل کرنے والا ہوکے اپنے عمل میں مبارک ہوگا)۔ (یعقوب ۱ باب ۲۵ آیت)

اے پیارے ناظرین آپ کو دونوں قسم کے کرستیانوں کا نتیجہ معلوم ہوگیا ہے۔ خدا نے آپ کو فعل مختار پیدا کیا ہے اسواسطے ساری باتوں کو آزماؤ۔ بہتر کو اختیار کرو۔ ہر ایک بدی کی صورت



ہی سے دور رہو۔ اور وہ جو سلامتی کا خدا ہے آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے اور تمہارا سب کچھ یعنے تمہاری روح اور جان و بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک بے عیب سلامت رہیں (۱ تسلونیقیوں ۵ باب ۲۳ سے ۲۳ آیت تک)

اب آخیر میں ہم مسیح کے کلام پر ختم کرتے ہیں (دیکھو میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلا دوں میں الفا۔ اور اومیگا۔ ابتدا۔ اور انتہا۔ اوّل و آخر ہوں۔ مبارک وہ ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر انکا اختیار ہو۔ اور وہ دروازے سے شہر میں داخل ہوں۔ مگر کتّے اور جادوگر اور حرامکار اور خونی اور بُت پرست اور جو کوئی جھوٹ کو چاہتا ہے اور بولتا ہے سب باہر ہیں (مکاشفات ۲۲ باب ۱۲ آیت ۱۵ آیت تک)

العبد

جان کینڈل واعظ انجیل شاہ دیوال

مسیح کی تعلیم

بقیہ۔ ساتواں باب

مسیح کی تعلیم اپنی بابت

اب ہم ان دونوں ناموں پر غور کریں گے۔ پہلے کوئی ایسا خیال نہ کرے کہ مسیح ان لقبوں کو پُرانے عہد نامہ سے لیتا اور معنے میں "مسیح" نام کے برابر سمجھ کے استعمال کرتا تھا ؛

دانیل ۷: ۱۳ میں لکھا ہے کہ "ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا" عبرانی زبان میں "آدمزاد" کا مطلب "کوئی آدمزاد" ہے اور اس پیشین گوئی کا مطلب یہہ ہے کہ حق تعالیٰ کے مقدسوں کی بادشاہت انسان کی صورت اور شکل بتائی گئی اور پہلی اور چھوٹی مملکت حیوانوں کی صورت و شبیہہ جیسے شیر اور ریچھ اور تندوا پھر زبور ۲: ۷ میں "تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا" اور ۲ سموئیل ۷: ۱۴ "اور میں اس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا" اور زبور ۸۹: ۲۷ "میں اسے اپنا پہلوٹا بھی ٹھہراؤنگا" نبوت سمجھی جاتی ہے تو بھی صرف جلالی طور سے مسیح جو آنے والا تھا خدا کا بیٹا کہلایا۔ حقیقتاً نہیں۔ مسیح بہت دنوں تک اور بہت دفعہ یہودیوں کے بیچ میں اپنے تئیں ابن خدا اور ابن آدم کہا کرتا تھا۔ تو بھی وہ ان ناموں کے مطلب سے بے خبر ہو کے ایسے سوال کرتے کہ "یہہ ابن آدم کون ہے" اور پھر "اگر تو مسیح ہے صاف کہدے" یوحنا ۱۰: ۲۴۔ اگر یہہ دونوں نام عہد عتیق میں صاف معنے سے نہیں ملتے اور سننے والوں کے کان میں صاف اشارہ نہیں دیتے تو سوال لازم آتا ہے کہ مسیح ان لقبوں کو کیوں استعمال کیا کرتا تھا۔ اس کے جواب میں ہم یہہ کہتے ہیں کہ مسیح اپنے دل اور روح میں جانتا تھا کہ الوہیت اور انسانیت دونوں سچے طور سے مجھ میں موجود ہیں۔ وہ خدا کے ساتھ پوری رفاقت رکھتا تھا اور ایسی رفاقت کی شناخت سے اپنے کو "ابن خدا" کہتا تھا۔ اور اس کو بھی معلوم تھا کہ حقیقی اور پوری انسانیت کا فد مجھ میں ہے۔ اس سبب سے وہ عظیم معنے سے "ابن آدم" کہلانے کے لایق تھا۔ پہلے پہل ہم اس لقب یعنے "ابن آدم" کے مطلب کو دریافت کرینگے ؛

کچھ شک نہیں کہ مسیح ایسا لقب زبان پر لاتے وقت دلسوزی کے ساتھ بولتا تھا۔ اس لقب میں دو باتیں پائی جاتی ہیں (۱) مسیح نے حقیقت میں انسانیت پہن لی۔ وہ انسان کا بیٹا تھا۔ (۲) مسیح پوری انسانیت کا نمونہ تھا۔ وہ انسان کا خاص بیٹا تھا۔ یہہ لفظ "ابن آدم" عبرانیوں کے محاورہ میں یہہ مطلب رکھتا ہے کہ آدمزاد جسمانی طور سے ایک سے ہیں اور اُن کی ایک سی انسانی طبیعت ہے جو ذاتی کمزوری کے سبب سے دوسرے کی مدد کی محتاج ہے اور آدمزاد ساری مخلوقات میں سب سے افضل اور خدا کی مہربانی اور فضل سے ایک خاص جلال رکھتا ہے۔ جیسا زبور ۸: ۵-۳ میں لکھا ہے "جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں دھیان کرتا ہوں اور چاند اور ستاروں پر جو تونے بنائے تو انسان کیا ہے۔ کہ تو اس کی یاد کرے اور آدمزاد کیا کہ تو آکے اس کی خبر لے ؟ اُس نے اس کو فرشتوں سے تھوڑا ہی کم کیا اور شان و شوکت کا تاج اُسکے سر پر رکھا ہے" مسیح جب اس نے یہہ نام رکھا گویا کہتا تھا کہ میں اس پست اور بلند آدمزاد کی ساری باتوں میں شریک ہو گیا اسی آدمزاد کی بابت ایک دیندار عالم پاسکال صاحب کا قول ہے کہ "اگر کوئی آدمی کو سرفراز کریگا میں اُس کی حقارت کرونگا اور اگر کوئی اسکی بیقدری کریگا میں اسکی سرفرازی کرونگا"

اس نام سے مسیح ہمیں بتلاتا ہے کہ وہ آدمی کے دل کے خیال اور آرزو اور درد سے واقف اور ان میں شریک تھا اور انسان کی زندگی کی تجربہ کاری اور آزمایش میں ہمدرد اور بھوک اور پیاس مصیبت اور موت اور دکھ کی مانند سہتا تھا

لیکن علاوہ اس کے "ابن آدم" کے لقب میں ایک کمال اور پوری انسانیت کے معنے نکلتے ہیں۔ انسان کی حقیقی ذات اور صفات اس میں ملتی تھی اور انسان کے کام۔ قوم کا جمال و سارا کمال اس میں بستا اور وہ نہ صرف یہودیوں بلکہ ساری قوموں کا سر اور سردار ہے۔ جس میں مرد اور عورت ادنیٰ و اعلیٰ۔ عالم و جاہل۔ علم والے اور پیشہ والے سب قسم کے آدمی نمونہ اور ہمدردی پا سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اسی لقب سے اپنے تئیں خاص یہودی نہیں جانتا تھا۔ لیکن سارے انسانوں کی نسل سے الیسا رشتہ اختیار کرتا کہ آدمزاد کے دشمن اور تکلیف اور بوجھ اس کے ہی ہو جاتے اور ان کی نیک بختی اور کم بختی کی حالت میں شریک ہوا۔ اسی سبب سے پولوس کے قول کے مطابق مسیح دوسرا آدم کہلاتا ہے اب "ابن آدم" کے لقب پر جو کہ خاصکر کے یوحنا کی انجیل میں ملتا ہے چنانچہ دوسری انجیلوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ جب ہم غور کرتے ہیں اس میں بھی دو باتیں دیکھتے ہیں۔ پہلے۔ خدا کے بیٹے ہونے کی حقیقت اور اصلیت۔ دوسرے خدا کے فرزند کی لاثانی فرزندی۔ پہلے ہم اس لقب کی حقیقت پر غور کرینگے۔ مسیح اپنے وعظ اور بحث میں جو کہ یہودیوں کے سرداروں کے ساتھ یروشلم میں ہوئی اکثر اس بات پر زور دیتا تھا کہ خدا اور میرے بیچ میں ایک الیسا حقیقی رشتہ ہے اور کہ میں خدا کی مرضی سے الیسا واقف ہوں کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ دیکھو یوحنا ۵ ملاحظہ کرنے کے وقت ہم پہلے تعجب کرتے ہیں۔ کیونکہ الیسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اپنے قاعدہ پر یعنے "وہ چیز جو پاک ہے کتوں کو مت دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ نہیں چلتا کیونکہ وہ تکراری اور بد اندیش آدمیوں کے سامنے اپنی رفاقت کا راز جو خدا باپ کے ساتھ ظاہر کرتا تھا اور اسی رفاقت کا لاثانی پیار ۔ باقی آئندہ

راحب

خداوند یہوواہ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم ہے۔ کہ شریر کے مرنے میں مجھے کچھ خوشی نہیں بلکہ اس میں ہے کہ شریر اپنی راہ سے باز آوے اور جئے حزقیل ۳۳: ۱۱ ۔

اس کلام کے مطابق کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ اور جو گناہوں سے پھرتا اور خداوند کی طرف آتا ہے اس کے لئے آسمان پر فرشتے بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ الیسا ہر ایک آسمانی باپ کا فرزند ہو کر آسمانی بادشاہت کا وارث ہوتا ہے۔ یوں ہی راحب بھی جو کہ فاحشہ تھی گناہ سے توبہ کر کے اسرائیل کے خدا کی پناہ میں آگئی۔ تو خداوند جو گنہگاروں کی جانوں کو پیار کرتا ہے۔ کیونکر اُسے رد کر سکتا ہے۔ اگرچہ نام کو فاحشہ تھی۔ مگر بڑی خوبیوں سے بھری تھی۔ اسی لئے وہ نہ صرف خاندان اسرائیل میں شامل ہوئی بلکہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے جسمانی رشتہ میں داخل ہو گئی۔ اب ذرا دیر کے واسطے راحب کی خوبیوں پر غور کریں ۔

اوّل۔ اس کے دل میں خدا کا خوف تھا اور خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے۔ اگرچہ اس نے اسرائیل کے خدا کو تو نہ پہچانا تھا مگر ضرور کسی اعلیٰ ہستی کی قایل تھی۔ جبکہ کنعان کی قوموں نے سُنا کہ بنی اسرائیل کے خدا نے فرعون اور مصریوں سے کیا کیا۔ اور کنعان کے دو بادشاہوں سیحون اور عوج سے کیا کچھ کیا۔ تو اگرچہ اُن کے دل مارے خوف کے پگھل گئے۔ تاہم اسرائیل سے مقابلہ کو تیار ہوئے۔ عاجز اور خاکسار نہ ہوئے۔ مگر اتنے بڑے شہر یریحو میں سے صرف اس عورت نے اپنے آپ کو عاجزی سے اسرائیل کے خدا کے سپرد کیا اور اقرار کیا کہ خداوند تمہارا خدا اوپر آسمان کا اور نیچے زمین کا خدا ہے۔ یشوع ۲: ۱۱ و ۱۲ خداوند فروتنوں کو فضل بخشتا ہے۔ پر مغروروں کا سامنا کرتا ہے ۔

دویم۔ اس میں ایمان تھا۔ اگرچہ اُس نے اپنی آنکھوں اسرائیل کے خدا کی قدرت نہ دیکھی۔ اور جاسوسوں کو بھی نہایت کمزوری کی حالت میں دیکھا۔ تاہم وہ اسرائیل کے خدا پر ایمان لے آئی۔ اور اس نے یقین جانا کہ یہی قوم اس ملک کی وارث ہوگی۔ یشوع ۲: ۹ ۔

سویم۔ گناہ کی پہچان کے بعد گناہ سے نفرت اس کے دل میں تھی۔ جیسے اس نے خدا کو پہچانا اور بدی کی پہچان اس کے اندر آئی معاً اس نے بدی کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ فاحشہ نہ رہی اور ایک پاکدامن عورت ہو گئی۔ اور نکاح کے پاک رشتہ کے وسیلہ یہودا کے مبارک خاندان میں شامل ہو گئی اور خدا نے اس کو بڑی برکت دی۔ عموماً کسبیوں کو اولاد نہیں ہوا کرتی۔ مگر خدا نے اس کو فرزند نرینہ بوعز عطا فرمایا جس کی چوتھی پشت میں حضرت داود بادشاہ پیدا ہوئے یوں یہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے پاک رشتہ میں شامل ہو گئی۔ پس توبہ کرنا خدا کو پسندیدہ ہے۔ اور خدا کی رحمت اسپر ہوتی ہے جو گناہ کو چھوڑتا ہے امثال ۲۸: ۱۳



چہارم۔ راحب ایک ہمدرد عورت تھی۔ اُس میں برادرانہ محبت تھی اور خاندان کو پیار کرنیوالی۔ ورنہ عموماً اس قسم کی عورتیں خود غرض اور نفس پرست اور نفس پرور ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہہ ایسی نہ تھی۔ اُس نے نہ صرف اپنی ہی جان کی سلامتی چاہی۔ بلکہ اپنے سارے خاندان اور رشتہ داروں کی جان کی امان مانگی۔ یشوع ۲: ۱۲ و ۱۳ ؛

پنجم۔ مہمان نواز تھی۔ اس نے جاسوسوں کو اپنے گھر میں اُتارا۔ کلام اللہ ہمیں اس خوبی کی نسبت یوں تاکید کرتا ہے۔ مسافر پروری کو مت بھولو۔ کیونکہ اسی سے کتنوں نے بن جانے فرشتوں کی مہمانی کی۔ عبرانی ۱۳: ۱۲ ؛

ششم۔ اس عورت میں انسانی ہمدردی کی اعلیٰ خوبی تھی۔ اپنی جان کو خطرے میں ڈالکر جاسوسوں کو بچالیا۔ ان کو گھر میں چھپا رکھا اور پھر سلامت رخصت کیا۔ یعقوب ۲: ۲۵ ؛

ہفتم۔ کسی کے بھید کو فاش نہ کرنا اعلیٰ اخلاقی اور انسانی خوبی ہے۔ سو اس عورت میں تھی۔ کہ جاسوسوں کے بھید کو اس نے ظاہر نہ کیا۔ یشوع ۲: ۴ و ۵ ؛

ہشتم۔ فاحشہ ہونے کی حالت میں بنی اسرائیل سے اس کا کوئی رشتہ نہ تھا۔ یہہ غیر قوم تھی اور خدا کی جماعت سے باہر۔ اس لئے یہہ بات سچ ہے کہ کوئی فاحشہ عورت خداوند یسوع کے جسمانی رشتہ میں نہ تھی۔ مگر جب توبہ کر کے اللہ سے گناہوں کی بخشش اور جان کی امان پاکر خدا کی قوم میں داخل ہوئی۔ اور سلمون سے نکاح کیا۔ تو سلمون کی جورو پاکدامن عورت خداوند یسوع کے مبارک رشتہ میں آگئی ؛

راحب کے ساتھ فاحشہ کا لفظ ایسا ہی ہے۔ جیسے شمعون کوڑھی۔ متی ۲۶: ۶۔ جس وقت یسوع بیت عنیا میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا۔ یہہ کوڑھی تھا۔ خداوند یسوع نے اس کو چنگا کیا۔ مگر جو لقب مشہور ہو گیا۔ اسی سے پکارا گیا۔ یوں ہی راحب کا نام ؛

نہم۔ اس کے ایمان و اعمال کی کلام الٰہی میں تعریف ہے ؛

ایمان سے راحب جو فاحشہ تھی بے ایمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی کہ اس نے جاسوسوں کو سلامت اپنے گھر میں اُتارا۔ عبرانی ۱۱: ۳۱ ؛

اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی۔ جب اُس نے جاسوسوں کی مہمانی کی۔ اور انہیں دوسری راہ سے باہر کر دیا۔ کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری۔ یعقوب ۲: ۲۵ ؛

دہم۔ راحب نے اپنے بیٹے کو کیسی خداترسی خداشناسی کی تعلیم دی۔ اگرچہ وہ فاحشہ رہتی تو کیا فاحشہ عورات کے فرزند ایسے ہی نیک ہوا کرتے ہیں۔ جیسے راحب کا فرزند بوعز۔ دیکھئے بوعز کا حال کتاب روت میں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ راحب ایک نیک نیت عورت تھی۔ اور اس نے اپنی اولاد کو نیک تعلیم دی ؛

ایک مقروض

ایک کاشتکار کسی شاہوکار کا قرضدار تھا۔ شاہوکار ہر سال اس کے قرض کا حساب کرواتا۔ اور اس کے جمع خرچ کی میزان و منہائی کے بعد اس کے نام پر بقایا نکالتا تھا۔ پر تعجب تو یہہ ہے کہ باوجود تمام محنت و مشقت اور فاقہ کشی کے پھر بھی کاشتکار کا قرضہ جو اس کے ذمہ واجب الادا تھا بڑھتا جاتا تھا۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو یہہ امر فوراً سمجھ میں آجائیگا۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ زر اصل کا سود ہر سال اتنا پڑتا تھا۔ کہ اگر جمع خرچ برابر بھی ہو۔ تو بھی قرضہ ہر ایک سال پر سوایا ہوتا جائے۔ مثلاً پہلے سال وہ پچاس روپیہ کا قرضدار تھا۔ اور اس سال میں اس نے بیس روپیہ کا غلہ جمع کرایا اور نیز اس نے وقتاً فوقتاً اٹھارہ عدد نقد اور قرض لیا۔ پس حساب کے مطابق اس کا بقایا (۵۰ - ۲۰ + ۱۸ = ۴۸) ہوا۔ پر سود پڑنیکے سبب سے (۴۸ + ۱۲ = ۶۰) ہو گیا +

غرضکہ وہ کاشتکار اسی قرضداری میں فوت ہو گیا۔ اب اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ پر وہ باپ کے مرتے وقت شاید سو روپیہ کا قرضدار تھا۔ اس نے بھی محنت اور مشقت اور فاقہ کشی کی۔ اور جہاں تک ہوسکا قرضہ اُتارنا چاہا۔ پر قرضہ زیادہ سے زیادہ ہوتا گیا ؛

شاہوکار وقتاً فوقتاً اپنے خادموں کو بھیجتا۔ اور قرضہ ادا کرنے کا تقاضا کراتا۔ پر قرضہ ادا ہونا تو کوئی چھوٹی بات نہ تھی۔ دہقان زادہ کبھی منت خوشامد کرتا کبھی پھل ترکاری ہدیہ لاتا۔ کبھی دق ہو کر بُرا بھلا کہتا۔ اور شاہوکار کے خادم رخصت ہو جاتے۔ آخر کار وقت آگیا کہ شاہوکار نے عدالت میں نالش دائر کی۔ کاشتکار نے تو کبھی عدالت کا دروازہ بھی نہ دیکھا تھا۔ عدالت میں حاضر ہوتے ہی لاجواب ہوا۔ اور اُس پر ڈگری صادر ہو گئی۔ پھر قرقی کا وارنٹ جاری ہوا۔ اور بشرط نا وصولی روپیہ کاشتکار کا سب گھر بار و جایداد نیلام ہونے کا حکم صادر کیا گیا ؛

اب بڑی مشکل بنی - بیچارہ کاشتکار ادھر اُدھر وکیلوں اور مختاروں کے پاس جاتا تھا - چونکہ جیب خالی تھی کچھ بن نہ پڑتا تھا - آخرکار ایک ایسے وکیل کے پاس پہنچا - جو کہ نہایت مالدار اور رحمدل آدمی تھا اس نے اس کو ساری حقیقتِ حال سُنائی اور خواستگار ہوا کہ ”کیا کروں کہ نجات پاؤں“ وکیل نے کہا کہ اب تو میرے پاس آگیا ہے اور میرے پاس آنے والا کبھی مغلوب اور محروم نہیں ہوتا - اس لئے تیرا زرِ قرضہ میں خود ادا کردونگا - پھر تیری جایداد اور گھربار محفوظ رہیگی تب اس نے اس کا زرِ قرضہ ادا کردیا - اور اس کو عدالت کے فتویٰ سے بچالیا ؀

پس ایسا ہی حال ہر ایک انسان اور خدا کے درمیان کے مابین ہے کہ ہر ایک پشت زیادہ سے زیادہ قرضدار ”گنہگار“ ہوتی جاتی ہے - ہر سال نیکی کم اور بدی زیادہ ہوتی جاتی ہے - کیونکہ آدمی طبیعت ہی سے گناہ کی طرف زیادہ مایل ہے - نبیوں اور رسولوں اور پادریوں اور منادوں کے ذریعہ سے خدا اپنے قرضہ کا تقاضا کرتا ہے - اور اب وہ دن آنے والا ہے - بلکہ آگیا کہ خدا کی عدالت میں نالش دایر ہو - اور ہم پر سزا کا فتویٰ دیا جاوے - اور ہمارا شفاعت کرنے والا بلکہ کفارہ دینے والا کوئی نہ ہو اور ہم ہمیشہ کے عذاب میں ڈالے جائیں - جہاں رونا اور دانت پیسنا پڑے ؀

پس لازم ہے کہ ہم پہلے ہی سے اس متمول اور رحمدل اور وکیل حقانی خداوند یسوع مسیح کو آملیں - اور اسی سے ابدی رہائی کے لئے خواستگار ہوں تاکہ وہ ہم پر رحم کرے اور ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ دیوے اور ہم ابدی ہلاکت سے بچکر ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں - ونیز راقم - دینا ناتھ ستادار نو دیا ؀

اِشتہار واجب الاظہار

منکہ خدا بخش جس کو محمدی مولوی خدا بخش کہتے رہے ہیں ہر خاص و عام کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں کہ چند یوم گذرے ہیں کہ میں نے شیطان کو یہاں تک اپنے دل میں جگہہ دی - کہ میں بمعہ بیوی اور اپنے دو بچوں کے دینِ مسیحی کو چھوڑکر ایک خاص دلی غصے کے سبب سے محمدیوں کے ورغلانے پر محمدی ہوگیا - دینِ محمدی میرا آبائی دین تھا - اور میں نے سچے دل سے اس کو ترک کیا تھا اور میں اپنے گناہ کو روتا ہوں کہ میں نے دینِ ربانی یعنے دینِ مسیحی کو ایک پل بھر کے لئے بھی ہاتھ سے کیوں جانے دیا - میں نے ایک اشتہار جاری کیا تھا سو اس کے بانی مولوی ثناءاللہ صاحب اور اس کے دوست تھے میں عرض کرچکا ہوں کہ میرے دل میں غصہ اور شیطان تھا - سو میں دامِ فریب میں آگیا - اگرچہ میں ایک کمزور گنہگار ذلیل نالایق شخص ہوں اور میں نے اتنا بڑا گناہ کیا کہ اپنے خداوند کا انکار کیا - تو بھی اس کا شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے مجھے محروم نہ کیا - مسیحی محبت اور مسیحی ایمان میرے دل میں جوش مارتے تھے اور پندرہ دن جو میں نے مرتد ہوکر کاٹے نہایت ہی مشکل سے کاٹے - محمدی صاحبوں نے تو میرے ساتھ اچھا سلوک کیا انہوں نے میری دلجوئی اور تالیفِ قلوب کے لئے بہت کوشش کی - روپئے بطور چندہ جمع کئے - کھنیا لال کے منڈوے میں ایک بڑا جلسہ کیا - ایک عمدہ گھر مجھکو رہنے کو دیا - پندرہ دن ضیافتوں سے میری عزت کی - اور میری صورتِ معاش کا معقول بندوبست کردیا - غرض دنیاوی طور پر میرے لئے وہ کردیا جو کہ میں نے عمر بھر نہ دیکھا تھا لیکن یہہ عزت دنیوی آسائش و آرام میرے کس کام - اور یہہ چندہ کیا - اگر جہان کی دولت ملے اور جان ہلاک ہو تو کیا حاصل - اس لئے اگرچہ میں محمدیوں کا ممنون ہوں میں ان کی سب امداد کو چھوڑکر فقط اپنی روح کی نجات کی خاطر مسیح خداوند کے قدموں پر پڑکر توبہ کرتا ہوں - وہ مجھے بخشے اور قبول کرے - مجھے کامل یقین ہے - مجھ گنہگار کے لئے سوائے خداوند مسیح کے کوئی اور نجات دہندہ نہیں ہے اور مباحثہ کا ذکر جو اشتہار مذکورہ میں لکھا گیا ہے سو اس کی تو مجھے خبر تک نہیں آخری دن تھوڑی دیر کے لئے میں مباحثہ میں حاضر تھا اور اسے مطلق کچھ نہ سمجھا مولوی ثناءاللہ صاحب یا اس کے دوستوں کا دعویٰ خواہ تحریری خواہ تقریری - کہ مباحثہ سے مجھ خدا بخش کے دل پر ”عظمتِ اسلام ظاہر ہوئی“ بالکل باطل اور بے بنیاد اور محض جھوٹ ہے - یہہ بات انہوں نے خواہ مخواہ اپنا فخر بڑھانے کی خاطر لکھدی ہے - میں صدقِ دل سے اعلان کرتا ہوں - عظمتِ اسلام بجا - میں نے اس دین میں کوئی صداقت نہیں دیکھی - لیکن ہا ہا ہو ہو کا شور و غل بہت دیکھا ہے فقط ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء ؀

گواہ شد   العبد   گواہ شد

یار محمد سکنہ امرتسر   خدا بخش بقلم خود عیسائی   شیخ غلام جیلانی ولد غلام محی الدین سکونت شالہ بقلم خود

جناب اڈیٹر صاحب اوعنایتہٗ

تسلیم - ہفتہ گذشتہ کے قبل نور افشاں میں ایک اشتہار بدریافت بیتہ مسٹر سمویل چارلس انگلے والد کیطرف سے دیکھا جسکے وہ پہلے اس جگہہ پرسبٹیرین مشن کیطرف سے واعظ تھے لیکن آجکل وہ غالباً علیگڑھ میں چرچ مشن کیطرف سے واعظ یا کسی دوسرے کام پر تعینات ہیں وہانسے زیادہ حال انکی نسبت معلوم

کرم مارگ

بنیاد

دنیا کے مذاہب کو اگر تقسیم کرنا چاہیں تو دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں (۱) وہ جو اپنی نجات اور عقبیٰ کی بہتری اور بہبودی کے واسطے اپنے پن کرم یعنے اعمال حسنہ پر بھروسہ رکھتے ہیں (۲) وہ جو اپنی نجات اور بہبودی کے واسطے محض خداوند کے فضل پر تکیہ کرتے ہیں۔ ہم ایک کو کرم مارگی۔ دوسرے کو کرپا مارگی کہہ سکتے ہیں۔ کرم مارگی اپنے نیک کرم سے خدا کو خوش کر کے آسمان میں پہنچنا چاہتا ہے۔ اور کرپا مارگی اپنے کرم کو ناکامل اور ہیچ سمجھکر محض خدا کے فضل پر توکل کر کے راہ نجات میں قدم رکھنا چاہتا ہے۔ اہل ہنود اپنے کرم پر بھروسہ رکھتے ہیں اور مسیحی لوگ خدا کے فضل پر۔ اس مضمون کا مقصد انسان کی نجات اور آیندہ کی بہبودی کے واسطے کرم مارگ کی ناقابلیت دکھلانا ہے۔ کسی مسئلہ پر غور کرنے سے پیشتر اس مسئلہ کی بنیاد کا دریافت کرنا امر لازمی ہے۔ اس لئے پہلے ہم کو مسئلہ کرم کی بنیاد کو دریافت کرنا پڑیگا۔ اس تلاش میں ہم کو قدیم تصنیفات مذہبی سے مدد و اعانت لینی پڑیگی۔ ہندوؤں کی قدیم کتاب رگوید کو کھولتے ہی ہم کو مختلف دیوتاؤں اور اُن کے لئے مختلف یگیوں (Yajna or Sacrifice) کی رسم نظر آتی ہے اور ہندو آریوں کو اُن رسمی کرموں پر تکیہ کرتے دیکھتے ہیں۔ لیکن ان رسومات کی ابتدا اور بنیاد کیا ہے۔ اس کا کوئی تواریخی سلسلہ نظر نہیں آتا ہے۔ سو ہم کو اس بات کو دریافت کرنے کے لئے کسی اور کتاب کی ہدایت لینے کی ضرورت پڑیگی۔ قوم یہود کے پیشوا حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب یعنے پیدائش کی کتاب کو کھولتے ہی انسان کے پہلے والدین یعنے آدم و حوّا کی پیدایش اور ان کی خوشحالی اور اس مبارک حالت سے گرجانے کا بیان پایا جاتا ہے۔ اس زوال کے شروع ہی میں ہم اپنے والدین کی ایک حرکت کو دیکھکر بہت ہی حیران ہوتے ہیں۔ پیدایش ۳: ۷ میں یوں لکھا ہے۔ "تب دونوں کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور اُنہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں اور اُنہوں نے انجیر کے پتوں کو سِلکر اپنے لئے لنگیاں بنائیں"۔ میرے خیال میں یہ انجیر کے پتوں کی لنگیاں ہی کرم مارگ یعنے راہ اعمال کی بنیاد ہیں۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تب اس کی تمیز کی آنکھیں اس کے ننگے پن کو اس پر خوب ظاہر کر دیتی ہیں۔ گناہ کی حالت ننگاپن اور شرم کی حالت ہے۔ اُن کی پہلی ننگاپن کی حالت ان کی پہلی قدرتی حالت کو ظاہر کر دیتی تھی۔ اس حالت میں جبکہ گنہگار نہیں تھے۔ شرم بھی وہاں موجود نہیں تھی۔ اُن کا ننگاپن گویا ننگاپن نہیں تھا۔ لیکن اب گناہ کرنے سے ان کو شرم معلوم ہوئی اور وہ اپنے تئیں ننگا معلوم کرنے لگے اور اس شرم و پشیمانی کے سبب اپنے ننگ کو ڈھانکنے کی کوشش کرنے لگے۔ کس طرح وہ اپنے ننگ کو ڈھانکیں؟ اُنہوں نے انجیر کے پتوں کی لنگیاں بنائیں اور اُن کو پہنا اسی کا نام گناہ ڈھانکنے کا انسانی طریقہ ہے۔

انسان گناہ کرتا ہے اور اس گناہ کو اپنی ضمیر غیر انسان اور خدا کی غیب بین آنکھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے جس طرح ہمارے پہلے والدین نے اپنے ننگ کو ڈھانکنے کے واسطے انجیر کے پتوں کی لنگیاں بنائیں اسی طرح ان کی اولاد بھی انجیر کے پتوں جیسی کمزور شے سے اپنے گناہ کو ڈھانکنا چاہتی ہے۔ انسان پن کرم یعنے نیک اعمال سے اپنی نظر میں اپنے تئیں راستباز گردانتا ہے۔ دوسرے کے سامنے اپنے تئیں راستباز ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور خدا کے سامنے راستباز ٹھہرنے کی فضول کوشش کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ میرا گناہ میرے نیک کرم کے تلے دب گیا ہے۔ خدا کی نظر وہاں نہیں پہنچیگی۔ کرم مارگ کی بنیاد کا یہی بھید ہے۔ میں نے پانچ بدیاں کیں اور پھر میں نے پانچ نیکیاں کیں۔ میری پانچ نیکیوں کے تلے میری پانچوں بدیاں ڈھک گئیں۔ لیکن کیا درحقیقت انسان کی بدی انسان کی نیکیوں کے تلے ڈھپ جاتی ہے۔ ہمارے پہلے والدین کی ایک دوسری حرکت سے اس بات کا بھید فاش ہوگا۔ اسی مقام میں یوں لکھا ہے "اور اُنہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا۔ سُنی۔ اور آدم اور اس کی جورو حوّا نے آپ کو خداوند خدا کے سامنے سے باغ کے درختوں میں چھپایا۔ پیدایش ۳: ۸۔ اگر انجیر کے درخت کے پتوں سے اُن کا ننگ ڈھپ گیا تھا۔ تو وہ پھر خدا کی حضوری سے کیوں بھاگتے ہیں۔ انجیر کے پتوں کی لنگیاں بہت ہی کمزور شے تھی۔ تھوڑی دیر میں سوکھ جا سکتی تھی۔ جھڑ جا سکتی تھیں۔ اور وہ ننگے کے ننگے رہ جاتے اس لئے خدا کی ہمہ دان آنکھ کے سامنے اُن لنگیوں کو پہن کر آنا نہایت ہی شرمناک تھا۔ اسی سبب سے آدم اور حوّا خدا کے سامنے سے باغ کے درختوں میں افتاں و خیزاں سایہ میں جا چھپے لیکن اس عالم الغیب خدا کے سامنے اُن کو کھڑا ہونا ہی پڑا۔

گناہ سے انسان کے دل میں ایک قسم کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ چور۔ چوری کر کے اپنے چُرائے ہوئے

مال کو زمین میں دفن کر دیتا ہے تو بھی دل کا خوف نہیں جاتا ہے۔ لال پگڑی پہنے ہوئے پولیس کے سپاہی کو دیکھتے ہی چونک پڑتا ہے آنکھوں میں اندھیرا آجاتا ہے۔ گو کہ انجیر کے پتوں سے ہمارے والدین نے اپنے تئیں ڈھانک رکھا تھا۔ تو بھی اُن کو خداوند کے روبرو بلا توقف آنے کی جُرأت اور ہمت نہ تھی اس لیئے وہ باغ میں چھپنے کی جگہہ تلاش کر رہے تھے۔ انسان نیک کرم یعنے اعمالِ حسنہ سے اپنے گناہوں کو ڈھانکتا ہے تو بھی دل میں اطمینان کامل نہیں ہوتی ہے۔ وہ اگر خدا کے قہر سے چھپ سکے تو اپنے تئیں زیادہ سلامت سمجھے۔ اور اس لیئے وہ صرف ایک ہی نیکی سے خوش نہیں ہوتا بلکہ مختلف اعمالوں میں اپنی سلامتی ڈھونڈتا ہے۔ اور مختلف اعمالوں میں جا کر چھپنے کی کوشش کرتا ہے۔

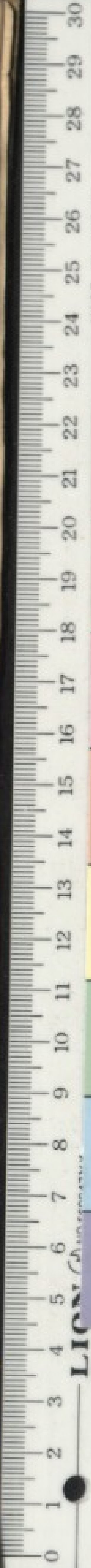
یہی کرم مارگ کی جڑ ہے۔ کرم مارگ کی تواریخی بنیاد ہمارے والدین کی انجیر کے پتوں کی لنگوٹیوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ انسان اپنی کوشش سے گناہ کے ننگ کو چھپانا چاہتا اور گناہ کی سیاہی کو دھونا۔ اور خدا کی عدالت سے چھپ جانا چاہتا ہے۔ لیکن اُسکی یہہ کوشش شکست کھاتی ہے۔ اور ہمارے پہلے والدین کی طرح نیکی کے جنگل میں اپنی پناہ گاہ میں بھی پکڑا جاتا ہے۔

قربانی کی رسم

پیدایش ۳: ۲۱ میں لکھا ہے۔ "اور خداوند خدا نے آدم اور اس کی جورو کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کر اُن کو پہنائے۔ اب آدم اور اس کی جورو کی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی انجیر کے پتوں کی لنگی کا خدا کے ہاتھ کے بنائے ہوئے چمڑے کے کرتوں سے مقابلہ کرو۔ انجیر کے پتے کمزور اور ناپایدار اور چمڑا مضبوط اور پایدار تھے انسان نے اپنے ننگ کو ڈھانکنے کے واسطے جس وسیلہ کو ایجاد کیا وہ ہیچ اور ناقص ٹھہرا۔ اس سے اس کا ننگ نہیں ڈھنکا۔ لیکن خدا نے انسان کا ننگ ڈھانکنے کے واسطے جو انتظام کیا وہ پایدار اور مضبوط تھا۔ محض اس ہی سے ان کا ننگ ڈھک سکا اور شرمندگی دور ہوئی۔

اب سوال یہہ ہے کہ باغ عدن میں چمڑا کہاں سے آیا۔ پیدایش ۱: ۲۹-۳۰ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان و حیوان مطلق میں سے کوئی بھی گوشت خوار نہیں تھا۔ کھانے کے واسطے جانور کو مارنے کا حکم تب تک نہیں دیا گیا تھا۔ قدرتی موت بھی اب تک موجود نہیں ہوئی تھی۔ پس چمڑا کہاں سے آیا ضرور اس وقت ایک نئی شرع قایم کی گئی تھی اور وہ شرع قربانی کی رسم تھی۔ گناہ کی سزا موت ہے۔ جیسے زہر کا علاج زہر ہوتا ہے۔ اسی طرح موت کا علاج موت ہے۔ ایک کی موت سے دوسرے کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ قانون قدرت میں ہمیشہ ہم اس بات کا تجربہ کرتے ہیں۔ زمین میں ایک گیہوں کے دانہ کو دفن کرو۔ جب تک گیہوں کا دانہ نہیں مریگا دوسرا درخت نہیں اُگیگا۔ نیا گیہوں نہیں پیدا ہوگا۔ ایک دانہ گیہوں کا مرا اور ہزار دانہ گیہوں کے پیدا ہوئے۔ ایک کی موت سے دوسرے کی زندگی ہم ہر روز غذا کھا کر زندہ رہتے ہیں۔ یہہ امر اسی قانون پر دال ہے۔ لوہا وغیرہ مردہ دھاتوں کو کھا کر کوئی شخص زندہ نہیں رہتا۔ بعض دھاتیں کشتہ ہو کر بعض ادویات میں استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن زندگی کو قایم رکھنے اور بڑھانے کے واسطے جاندار اشیا کی ضرورت ہوتی ہے۔ نباتات اور حیوانات کی موت ہماری زندگی کو بڑھاتی ہے اگر وہ نہ مرے تو ہماری زندگی قایم نہیں رہ سکتی۔ سو ایک کی موت سے دوسرے کی زندگی کا پیدا ہونا قانون قدرت ہے۔ یہہ تواریخی قانون بھی ہے۔ مثلاً ملک امریکہ میں جب غلام رکھنے کا دستور تھا تب ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں بہتیرے امریکن مارے گئے۔ جو روپیہ کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض غلاموں کی جان بچانے کی خاطر جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور ان کی جان مرنے سے غلاموں کی جانیں بچیں اور وہ آزاد ہو گئے سو ایک کی جان کے بدلے دوسرے کو جان ملتی ہے۔ یہہ نہ فقط قانون قدرت ہے بلکہ تواریخی قانون ہے اور نہ فقط تواریخی بلکہ روحانی قانون بھی ہے۔ خدا کے اکثر قوانین۔ قدرتی۔ تواریخی۔ روحانی باتوں میں متفق ہوا کرتے ہیں۔ گناہ کا نتیجہ موت ہے۔ اس موت سے بچنے کے واسطے کسی دوسرے کی موت کی ضرورت ہے۔ قربانی کی رسم اس راز کو منکشف کرتی ہے۔ حیوان کی قربانی ایک آنے والی اعلیٰ قربانی کی علامت تھی۔ سو باغ عدن میں بطور اس اعلیٰ قربانی کی علامت کے ایک جانور ذبح کیا گیا۔ جس کے چمڑے سے کرتا بنا کر ان کو پہنایا گیا۔ اور ان کی شرمندگی پنہاں کی گئی۔ جو اس راستبازی کی علامت تھا قربانی سے گناہ کے کفارہ کا خیال قدیم ہندو رشیوں کے دل میں بھی کسی قدر منقش تھا۔ شام وید کے تانڈیہ برہمنا میں یوں لکھا ہے۔

हे अग्ने पवित्र पमाघा पाकल देवकृतस्यैन
सो ऽवयजनमसि पितृकृतस्यैनसो ऽवयज
नमसि। मनयकृतस्यैनसो ऽवयजनमासि
आत्मकृतस्यैनसो ऽवयजनमासि यद्दिवा
च नक्तं चैनश्चकृम तस्यावयजनमसि यत्स्व
प्नं जाग्रतश्चैनश्चकृम तस्यावयजनमसि।
यद्विद्वांसश्चाविद्वांसश्चैनश्चकृम तस्यावयजन
मसि एनस एनसो ऽवयजनमसि॥



واقعات اور رائیں

مدراس کے ضلع پالم کوٹہ میں ہندوستانی مسیحیوں کی بڑی عزت ہوتی ہے کیونکہ وہ سرکاری محکموں میں اچھے عہدوں پر ممتاز ہیں مثلاً کچہری ضلع کے سرشتہ دار اور سر دفتر ہندوستانی مسیحی ہیں۔ کلکٹر کے دفتر کے ہیڈ کلارک بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ کی ڈگری یافتہ ہندوستانی مسیحی ہیں۔ علاوہ ان کے دیگر سرکاری دفتروں میں بہت سے مسیحی بھرے ہوئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ منصف بھی بی۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ پاس شدہ ہندوستانی مسیحی ہیں۔ اس ضلع میں بہت سے مسیحی وکیل ہیں اور اپنے پیشے میں مامور ہیں ؛

برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی نے شروع ۱۸۰۴ء سے اب تک پاک نوشتوں کے شایع کرنے میں قریباً اٹھارہ کروڑ روپیہ صرف کیا ہے اور تین سو سے زیادہ زبانوں میں چودہ کروڑ دس لاکھ کتابیں چھاپی ہیں۔ اس کے دفتر سے جو لنڈن میں ہے بحساب اوسط فی روز چھ ہزار کتابیں روانہ کی جاتی ہیں۔ علاوہ لنڈن اکسفورڈ اور کیمبرج کے یوروپ کے بڑے بڑے شہروں میں اس سوسائٹی کے ۱۰ پریس جاری ہیں اور علاوہ کیپ کولونی اور سڈنی کے ایشیا میں آٹھ پریس ہیں ؛

نیو یارک میں فارن مشنز بورڈس اور سوسائٹیوں کی ایک کانفرنس ہوئی اور اس میں دیسی کلیسیا پر بہت کچھ گفتگو ہوئی۔ ڈاکٹر ای۔ ایچ چیمبر صاحب نے جو سدرن پرسبی ٹرین چرچ کے ہیں یہہ تجویز کی کہ دیسی کلیسیائیں اپنا انتظام خود کریں اور کہ مشنری صاحبان وغیرہ اس میں دست اندازی نہ کریں۔ خاصکر روپے پیسے کے معاملے میں جو دیسی کلیسیاؤں سے وصول ہوں۔ اس مضمون پر ہندوستان میں متفرق رائے ہیں بیشک ایک ہی قاعدے سے شاید ابھی سب کلیسیاؤں کا کام نہ چل سکے پر ہندوستانی کلیسیاؤں کی ترقی اور بہتری کے لئے یہہ قاعدہ اختیار کرنا نہایت ضروری ہے ؛ از انڈین کرسچن مسنجر

تجویز ہے کہ کانپور کے پادری راجرس دت صاحب مرحوم کی یادگاری میں علاوہ گرجے میں میموریل کے دو ایک سکالرشپس بھی اسکولوں میں دئے جاویں۔ تجویز بہت عمدہ ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہہ سکالرشپس صرف مسیحی لڑکوں کے لئے ہوں تو زیادہ روپے جمع ہونے کی امید ہے اور شاید مرحوم کی خواہش بھی یہی ہوتی۔ اگر وہ زندہ رہتے ہمیں امید ہے کہ پادری ویسکٹ صاحب اس امر پر پھر سے غور کرینگے ؛

تھیبس واقعہ ملک مصر میں ایک دوات ملی ہے جس کی بابت یقین کیا جاتا ہے کہ وہ تین ہزار چار سو برسوں کی ہے۔ یہہ دوات برلن کے عجائب گھر میں بھیجی گئی ہے۔ یہہ لکڑی کی بنی ہوئی ہے اس میں دو خانے ہیں۔ اوپر کے خانے میں دو سوراخ ہیں۔ ایک کالی اور دوسرا سرخ سیاہی کے لئے ہے نیچے کا خانہ قلموں کے رکھنے کے لئے ہے۔ کالی اور سرخ سیاہی کا ہونا یقینی ہے کیونکہ کسی قدر سوکھی ہوئی سیاہی اب تک موجود ہے۔ اگر یہہ دوات فی الحقیقت تین ہزار چار سو برسوں کی ہے جیسا بتلایا جاتا ہے تو اسکا استعمال کرنے والا یشوع کا ہمعصر ہوگا ؛

جاپانی اخباروں میں جاپان میں مسیحی سکولوں کی تعداد حسب ذیل بیان کی گئی ہے۔

پروٹسٹنٹ بورڈنگ سکول لڑکوں کے لئے ۱۵ ہیں۔ جن میں ۱۵۲۰ طالب علم ہیں لڑکیوں کے لئے ۴۷ سکول ہیں۔ جن میں ۲۵۲۷ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ پروٹسٹنٹوں کے سکول ۱۰۵ ہیں۔ جن میں ۴۰۳۱ طالب علم پڑھتے ہیں پروٹسٹنٹ سنڈے سکول ۸۳۷ ہیں۔ جن میں ۳۰۲۲۴ طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ علاوہ اس کے گریک چرچ کی طرف سے ایک لڑکوں اور ایک لڑکیوں کا بورڈنگ سکول ہے جن میں ۱۳۰ طالب علم ہیں۔ رومن کیتھلک کی طرف سے دو لڑکوں کے اور تین لڑکیوں کے بورڈنگ سکول ہیں جن میں ۲۰۰ اور ۱۸۰ طالب علم ہیں ؛

امریکن بائبل سوسائٹی نے تراسی سالوں کے عرصے میں چھ کروڑ چالیس لاکھ پاک کلام کے نوشتے تقسیم کئے ہیں۔ یہہ نوشتے اگر کسی مالگاڑی میں بھرے جاتے تو دس میل لمبی گاڑی میں سما سکتے۔ اور اگر کتابیں کھولکر ایک دوسرے کے ساتھ رکھی جاتیں تو کرہ زمین کے گرد آدھے فاصلے تک پہنچتیں۔ لنڈن کی برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی نے اس سے دوگنا کام کیا ہے۔ اور امریکن بائبل سوسائٹی کی مانند اٹھائیس اور سوسائٹیاں اس کام کو کر رہی ہیں۔ امریکن سوسائٹی نے اپنے شروع سے اب تک انگریزی کے علاوہ ۲۸ یورپین۔ ۳۹ ایشیاٹک۔ ۸ سمندری اور ۹ افریقین اور ۹ امریکن انڈین اور ۳ جنوبی امریکن زبانوں میں نوشتوں کو شایع کرکے تقسیم کیا ہے ؛

جنڈیالہ پادری دیوان صاحبدیال صاحب گورنمنٹ کیطرف سے جنڈیالہ میونسپل کمیٹی کے ممبر مقرر کئے گئے جنڈیالہ کی میونسپل کمیٹی نے پادری دیوان صاحبدیال صاحب کو اپنا آنریری اسسٹنٹ سکرٹری منتخب کیا ہے ؛

ضرورت

۲　　۲

ہائی سکول کے واسطے ایک قابل ہیڈ ماسٹر فسٹ گریڈ سینیر انگلو ورنیکولر سرٹیفکیٹ یافتہ و نیز ایک مدرس ٹرینڈ جونیر انگلو ورنیکولر سرٹیفکیٹ یافتہ درکار ہی درخواستیں بنام مسیحی معرفت ایڈیٹر نورافشاں جلد بھیجنی چاہئیں ؛

نوٹس

۲　　۲

واضح رہے کہ جس کسی کو عیسائی نوکر کی ضرورت ہو اگر میرے پاس چٹھی لکھے یقین ہی کہ اُس کو نوکر مل جائیگا ؛

المستشتہر

مس ایم ایل ہیرس زنانہ مشن فیض آباد

اِلتماس ؛

بہادر سنگھ عرف ایچ بی لین جو کہ دو سال تک سہارنپور علم الٰہی میں پڑھتے رہے اگر کسی صاحب کو اُن کا پتہ معلوم ہو تو بذریعہ اخبار نورافشاں مطلع فرماویں میں نہایت شکرگذار ہونگا ؛

راقم

پادری عبدالقادر خاں
پرسبیٹیرین مشن
السہ گنج ضلع فتحگڈھ

؛ ؛

؛

غزل طبعزاد شاد

مریضِ دردِ عصیاں کا مداوا ہو نہیں سکتا
بجز عیسیٰ شفا دینے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا
ہو کرتے فکر کاموں کا رجوع ہوتے نہیں کیونکر
مسیحا جلدآتا ہی یہہ تھٹھا ہو نہیں سکتا
ہی مولود اور نہیں مخلوق۔ خالق ہی یقیں جانو
بشر کوئی تو الفا او رامیگا ہو نہیں سکتا
میں ہوں بندہ مسیحا کا نہیں اصنام سے الفت
وہ گزر کے بھی بن آئیں میں شیدا ہو نہیں سکتا
تو بیٹھا قادرِ مطلق کے دہنے جبکہ ہی عیسیٰ
ترا کونین میں ثانی و ہمتا ہو نہیں سکتا
کلام حق ہی نور حق ہی ابنِ حق ہی خود حق ہی
میسّر ایسا نبیوں کو تو رتبا ہو نہیں سکتا
بہت گہرا ہی دریائے معاصی ناتواں ہوں میں
سوا تیری مدد کے پار بیڑا ہو نہیں سکتا
جو بیتا رہتا یہہ پانی وہ ہوتا پھر پیاسا ہی
و لے پانی تیرا پیکر پیاسا ہو نہیں سکتا
دعا ہی شاد کی عیسیٰ مجھے ہر دم ہدائت کر
سوا تیری ہدایت کے گذارا ہو نہیں سکتا

یسوع مسیح کی مختصر سوانح عمری

مسیحا مجھے وصل کا دن دکھا
بلائے شبِ ہجر سے کر رہا ؛ ؛
تیری انتظاری میں مَیں تھک گیا
دکھا اپنا جلوہ بنامِ خدا
تیری خاکِ پا بھی جو ہو دستیاب
بنالوں اُسے تو تب آنکھہ کا
تیری حمد میں کس زباں سے کروں
ثناخواں ہی تیرا کلامِ خدا ؛
پڑا پیٹ میں روحِ اقدس سے تو
ہی مریم کنواری سے پیدا ہوا
پلاطوس پنطوس کے عہد میں ؛
مرے واسطے تو نے ہی دکھ سہا
گیا کھینچا ہی دار پر ظلم سے
تو بیشک موا اور گاڑا گیا ؛
گیا دخل بھی جائے ارواح میں
ولیکن ہی دن تیسرے جی اُٹھا
چڑھا آسماں پر بصد عز و شان
ہی بیٹھا خدا کے تو دہنے سدا
مسیحا۔ شہا۔ ہادیا۔ شاد کی
جہاں سے شفاعت کو تو آئیگا ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کیلئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرایط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو ؛

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپیونکی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کیلئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نورافشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ دائیلی۔ کے اہتمام سے چھپا ؛